رسائل و مسائل

زکوٰۃ اور بنو ہاشم (اعوان)

سوال:۔ تفہیم القرآن جلد دوم ص ۱۰۵-۱۰۶ سورۃ توبہ میں مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بنی ہاشم کے لیے زکوٰۃ حرام لکھی ہے نیز آسان فقہ جلد دوم مولانا محمد یوسف صاحب نے ص ۱۰۸ پر لکھا ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات اور اپنے خاندان یعنی بنی ہاشم کے لوگوں پر زکوٰۃ کا مال حرام کر دیا ہے۔" پھر ص ۱۱۰ پر مزید لکھا ہے کہ "بنی ہاشم کی اولاد میں تین خاندانوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ۱۔ حضرت عباسؓ کی اولاد۔ ۲۔ حارث کی اولاد ۳۔ ابوطالب کی اولاد۔

رسائل و مسائل جلد دوم ص ۱۵۰ آخری پیراگراف "بنی ہاشم پر زکوٰۃ لینا حرام ہے" الخ۔

ہماری مقامی زکوٰۃ کمیٹی میں سات میں سے تین آدمی جماعت کے رکن ہیں، چیئرمین بھی رکن ہیں۔ مستحقین کی فہرستیں تیار کرتے وقت ہم نے اپنی قوم اعوان قطب شاہی کے غربا کو بنی ہاشم ہونے کی بنا پر یکسر قلمزد کر دیا۔ مگر اب جواب نامہ پڑھنے پر سخت اضطراب پیدا ہوا۔ یہ موقف سابقہ موقف سے ٹکراتا ہے اور اس سے جماعت کے مخالفین کو موقع مل گیا ہے کہ اجی جماعت والوں کے فتوے گھر کی پیداوار ہیں۔ جب چاہا بنی ہاشم کو محروم کر دیا جب چاہا حقدار قرار دے دیا۔ گذارش یہ ہے کہ بزرگوں کو کوئی بھی قدم اُٹھاتے وقت اچھی طرح سوچ لینا چاہیے۔ کمزور دلائل کو بنیاد بنا کر موقف میں تبدیلی کافی نقصان دہ ہے۔ اگر بنی ہاشم کے لیے زکوٰۃ و عشر

میں امداد کی گنجائش ہے تو ہم نے اپنی فہرستوں سے یتامیٰ، بیوگان، مساکین، بے سہارا طلبا، جو اعوان خاندان سے متعلق ہونے کی بنا پر ہاشمی ہیں، کاٹ دیا ہے، حالانکہ ۹۰ فیصد عشر اعوانوں ہی سے وصول ہوگا، کیونکہ بستی کے مالک ۹۰ فیصد اعوان ہی ہیں۔ فہرستیں بن کر پاس ہو چکی ہیں۔ اب ہم اپنے خاندان کی غربا کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ مانع موقف میں تبدیلی کے کیا اسباب ہیں۔

جواب: زکوٰۃ کونسل کے سوالنامے کے جواب کے سلسلے میں آپ کا خط موصول ہوا۔ جواب درج ذیل ہے۔ زکوٰۃ کمیٹیاں تو اُن قوانین کے تحت تقسیم زکوٰۃ کی پابند ہیں جو انہیں صوبائی یا مرکزی زکوٰۃ کونسل کی طرف سے دیئے جاتے ہیں۔ نہ کہ اُس رائے کے تحت جو زکوٰۃ کونسل کے سوالنامے کے کسی جواب میں ظاہر کی گئی ہو۔ اس لیے یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ مرکز علوم اسلامیہ کی کمیٹی نے زکوٰۃ کونسل کے سوالنامے کا جو جواب دیا ہے اُس پر عمل کرنے کے آپ مکلف ہو گئے ہیں۔

زکوٰۃ کونسل کے سوالنامے کا جواب متعدد علماء کرام اور دوسرے افراد نے دیا ہے۔ فیصلہ تو وہ ہوگا جو ان سب آراء کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے کیونکہ اس طرح کے مسائل میں انفرادی یا کمیٹیوں کی آرا فیصلہ قرار نہیں پاتیں بلکہ فیصلہ وہ رائے قرار پاتی ہے جو اجتماعی حیثیت اختیار کر جائے۔ دوسرے لوگوں کی طرح ہم نے بھی اپنی رائے اجتماعی غور و فکر کے لیے بھیج دی ہے۔ اب یہ مرکزی زکوٰۃ کونسل اور اُس میں شامل علماء کا کام ہے کہ وہ ان سب آراء کی روشنی میں اجتماعی فیصلہ دینے کا اہتمام کریں۔ جہاں تک افراد کا تعلق ہے انہیں ابھی تک ہم احتیاطاً یہی رائے دیتے ہیں کہ وہ بنو ہاشم کو صرف اپنے "نفلی صدقات" یا ہدایا وغیرہ ہی دیں۔

جہاں تک زکوٰۃ کونسل کے سوالنامے کے جواب میں ظاہر کردہ رائے کا تعلق ہے تو وہ جس انداز میں پیش کی گئی ہے ہمیں بوجوہ وہ قوی نظر آتی ہے اور ہماری خواہش ہے کہ زکوٰۃ کونسل اس رائے کے بارے میں پیش کردہ دلائل پر غور کرے اور اگر علماء کرام اس سے اتفاق کریں

تو اُسے عملی جامہ پہنا دے۔

اِس سلسلہ میں آپ نے مولانا مودودی رحمہ اللہ کی عبارات کی روشنی میں جو سوال اُٹھایا ہے، اُس کا جواب یہ ہے کہ اُن کا تعلق اس طرح کے حالات سے ہے جن میں بنو ہاشم کی کفالت کے دوسرے انتظامات موجود تھے۔ رہے بدلے ہوئے حالات تو اس کے بارے میں ہر دور میں فقہاء اظہار خیال کرتے رہے ہیں اور جیسے کہ آپ نے ہمارے جواب میں مطالعہ فرمایا ہے امام ابوحنیفہؒ سے بھی جواز کی روایات ہیں۔ علامہ انور شاہ رحمہ اللہ اس مسئلہ پہ امام ابوحنیفہؒ کے اقوال نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ ونقل الطحاوی عن امالی ابی یوسف انہ جاز دفع الزکوٰۃ الی آل النبی عند فقد ان الخمس فان فی الخمس حقھم، فاذا لم یوجد صح صرفھا الیھم وفی البحر عن محمد بن شجاع الثلجی عن ابی حنیفہ جوازہ وفی عقد الجید ان الرازی افتی بجوازہ قلت واخذ الزکوٰۃ عندی اسھل من السوال فافتی بجوازہ ایضاً طحاوی نے امام ابویوسف کے امالی سے نقل کیا ہے کہ نظامِ خمس نہ ہونے کی صورت میں آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اس لیے کہ خمس میں ان کا حق ہے جب وہ نہ رہے تو انہیں زکوٰۃ دینا صحیح ہوگا۔ بحر میں محمد بن شجاع ثلجی نے امام ابوحنیفہؒ سے بھی جواز کی روایت کی گئی ہے۔ عقد الجید میں ہے کہ رازی نے بھی اس کے جواز کا فتوٰی دیا تھا، میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک سوال کرنے کی بہ نسبت زکوٰۃ لے لینے میں زیادہ گنجائش ہے۔ اِس لیے میں بھی (یعنی انور شاہ) اس کے جواز کا فتوٰی دیتا ہوں۔"

(فیض الباری جلد ۳ ص ۵۲)

مولانا بدر عالم میرٹھی مرحوم نے اس تقریر کو قلمبند فرمایا ہے اور جگہ جگہ وضاحتی حاشیے بھی دیے ہیں۔ اِس مقام پر انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے جواز کے مزید حوالے نقل کر کے شاہ صاحب کی نقل کی توثیق کی ہے۔ اور آج تک کسی نے (فیض الباری کے متداول ہونے کے باوجود) یہ نہیں کہا کہ اس میں شاہ صاحب کی طرف جواز کے فتوے کی نسبت غلطی سے

[illegible]

اکثر نامور اور ممتاز علما احناف اور مفتیانِ کرام کے اساتذہ میں سے ہیں اور فتویٰ دینے سے حتی الامکان گریز کرتے رہے ہیں، بنوہاشم کو زکوٰۃ دینے کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ ایسی صورت میں شاہ صاحب کے اس فتوے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن اس کے باوجود ہم نے مطلقاً جواز کی رائے نہیں دی بلکہ یہ تجویز کیا ہے کہ ایسے بنوہاشم جو اپنا مسلک یہ ظاہر کریں کہ موجودہ حالات میں ان کے نزدیک بنوہاشم کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے، انہیں زکوٰۃ دے دی جائے۔ اور جو بنوہاشم زکوٰۃ فنڈ سے نہ لینا چاہیں، اُن کے لیے زکوٰۃ فنڈ کے ساتھ ہی عطیات، ہدایا اور صدقاتِ نافلہ کا کھاتہ کھول لیا جائے اور انہیں اس میں سے مدد دی جائے۔ اس طرح اعانت مستحقین کا انتظام زیادہ مؤثر اور منظم شکل میں ہوگا۔ جہاں تک جماعتی مسلک کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں اس بات کو مدنظر رکھیں کہ فقہی مسائل میں کوئی ایک فقہی نقطۂ نظر صرف اسی صورت میں جماعتی مسلک بن سکتا ہے جب کہ جماعت کی مرکزی مجلسِ شوریٰ اُسے جماعت کے مسلک کی حیثیت دے دے۔ مولانا مودودیؒ رحمہ اللہ یا کسی بھی عالمِ دین کی رائے قابلِ قدر ہونے کے باوجود جماعتی مسلک کی حیثیت اس شرط کو پورا کیے بغیر اختیار نہیں کر سکتی۔ جماعت کے اہلِ علم کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ فقہی مسائل میں اپنی تحقیق کے مطابق کوئی رائے قائم کریں۔ مذکورہ مسئلہ میں بھی جماعت کے اہلِ علم کو مختلف موقف اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اس مختصر وضاحت میں اپنے لیے تشفی کا سامان پائیں گے۔